نعوذ باللہ من شرور انفسنا کی دعا نفس کی برائیوں سے بچاتی ہے۔ دوست اپنی نیتوں کے فتور دور کریں۔ جلسہ سالانہ پر تجارت کرنے کی نیت سے شامل نہ ہوں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ راگست ۱۹۹۱ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

جس طرح تقویٰ کی جڑ نظر سے پوشیدہ رہتی ہے اسی طرح ہر بدی کی جڑ بھی نظر سے پوشیدہ رہتی ہے لیکن ایک فرق ہے جڑیں تو سب پوشیدہ ہی رہا کرتی ہیں یہ درخت اور تنے ہیں اور پھول، پھل اور پتے ہیں ٹہنیاں ہیں جو دکھائی دیتے ہیں لیکن ان دونوں میں ایک فرق ہے تقویٰ کی جڑ غیروں سے پوشیدہ رہتی ہے اور انسان اس جڑ سے آگاہ ہوتا ہے اور اسی پر اس کی بناء ہوتی ہے اور بدیوں کی جڑ خود اپنے نفس سے پوشیدہ رہتی ہے اور غیر اس پر اطلاع پاتے رہتے ہیں۔ پس یہ ایک نمایاں فرق ہے جسے سمجھنے کے بعد انسان اپنے اعمال کو مختلف بدیوں سے پاک کرسکتا ہے اور مختلف خوبیوں سے زینت بھی بخش سکتا ہے۔ اس سے پہلے میں نے اسی موضوع پر ایک خطبہ دیا تھا۔ اب میں اس مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ اکثر انسان خواہ وہ نیکی کے کسی مقام پر بھی ہوں ضرور اپنی کچھ بدحالتوں سے ناواقف رہتے ہیں اور سب سے بڑا فتور نیتوں کا فتور ہے۔ نیتیں ہی وہ جڑیں ہیں جن پر نیکی کے پھل بھی لگتے ہیں اور بدیوں کے پھل بھی لگتے ہیں

اورانسان اپنی نیتوں پر طرح طرح کے پردے ڈالتا ہے اوران کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ بسا اوقات خود اپنی نیتوں سے غافل ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم نے جہاں شیطان کے حملوں کا ذکر فرمایا وہاں ہمیں متنبہ فرمایا کہ:
اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الاعراف: ۲۸) کہ دیکھو! شیطان اوراس کے قبیلے تمہیں ایسی جگہوں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کونہیں دیکھتے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ انسانی نیتوں پر اس آیت کا بہترین اطلاق ہوتا ہے انسان اگر اپنی نیتوں کو دیکھنے لگ جائے تو گویا بدنیتوں کو دیکھنے سے وہ شیطان کو دیکھنے لگ گیا۔ درحقیقت ہر انسان میں چھپے ہوئے شیاطین کا ذکر ہے جو اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا جارہا ہے کیونکہ انسان اپنے نفس کے شیطان سے غافل ہوتا ہے اور دوسروں کے شیطان کو دیکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات دوسرے کی نیتوں پر بھی حملے کی جسارت کرتا ہے اس لئے وہ شیطان جو پوشیدہ ہے وہ اپنے نفس کا ہی شیطان ہے دوسروں کے نفس کے شیطان تو نہ صرف یہ کہ دوسروں پر پوشیدہ نہیں رہتے بلکہ انسان فرضی شیطان گھڑ کر بھی ان کی طرف منسوب کرتا رہتا ہے اسی لئے غیروں کے معاملہ میں بدظنی سے بچنے کا حکم آیا ہے کیونکہ وہاں انسانی فطرت کا رجحان یہ ہے کہ شیطان کہیں ہو یا نہ ہو شیطان بنا کر کسی کے سپرد کر دیا جائے اوراس کے سر پر تھوپ دیا جائے۔ پس وہ شیطان تو بہرحال خطرناک نہیں ہے جو دکھائی دے رہا ہے یا دکھائی دے نہیں سکتا کیونکہ موجود ہی نہیں۔

پس قرآن کریم نے جہاں ان شیاطین کا ذکر کیا ہے کہ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ کہ دیکھو وہ تمہیں ایسی جگہوں سے دیکھ رہا ہے جہاں سے تم اس کونہیں دیکھ رہے۔ وہ اوراس کے قبیلے اس سے ملتی جلتی چیزیں، اس کے ہمنوا، اس کے ساتھ چلنے والے اس کے مؤید یہ بھی تمہیں دکھائی نہیں دیتے۔ پس اگر آپ اپنے نفس میں ڈوب کر غور کریں تو اگر انسان کو نیکی سے ذرا بھی محبت ہو تو بے اختیار دل سے یہ دعا اٹھے گی کہ **نعوذ باللہ من شرور انفسنا** کہ اللہ سے، اپنے رب سے ہم اپنے نفس کے شرور سے پناہ مانگتے ہیں اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ بہت کم لوگ ہیں جو اس دعا کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ ہمیشہ غیروں کے شر سے بچنے کی دعا مانگتے رہتے ہیں

اور لکھتے بھی یہی ہیں کہ دشمنوں کے شر سے بچانے کیلئے ہماری مدد کریں دعا کریں اللہ شریکے کے شر سے بچائے ،فلاں کے شر سے بچائے اور فلاں کے شر سے بچائے لیکن جس شر سے بچنے کے لئے خدا نے سب سے زیادہ متنبہ فرمایا ہے اس کے شر سے بچنے کی طرف توجہ ہی پیدا نہیں ہوتی۔

اس مضمون کا آپ زندگی کے ہر شعبے پر اطلاق کر کے دیکھیں تو اس قدر اس مضمون میں وسعت ہے اور اس تفصیل کے ساتھ انسانی نیتوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے کہ اگر انسان یہ سفر شروع کرے اور یہ تلاش شروع کرے تو ساری زندگی کا سفر ہوگا اور پھر بھی مکمل طور پر طے نہیں ہوسکتا لیکن یہ سفر اندرونی سفر ہے بیرونی سفر کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے غیروں کی شیطانیوں اور شرارتوں کا جہاں تک تعلق ہے وہ تو آپ نہ صرف دیکھتے ہیں بلکہ بڑھا چڑھا کر دیکھتے ہیں۔ہاں بعض حالتوں میں وہ مخفی بھی رہتی ہیں لیکن ان کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے الگ دعائیں سکھا رکھی ہیں لیکن جس حصے سے اکثر غفلت برتی جاتی ہے وہ اپنا نفس ہے اب اس میں آپ نیتوں کی مثالیں ایک ایک کر کے چنیں اور پھر اس پر غور کریں تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ کس حد تک انسانی نیتوں کے فتور اس کی ساری زندگی پر اثر انداز ہو جاتے ہیں۔

میں نے آپ کو ایک مثال شادی بیاہ کے تعلق میں دی تھی کہ بیاہ شادی کے وقت بھی انسان ایسی نیتوں کے فتور لے کر چلتا ہے جس کا میاں بیوی کی زندگی پر، دونوں خاندانوں کے تعلقات پر، آئندہ نسلوں پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔ انگلستان میں ہمیں بارہا اس کا اس طرح تجربہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات باہر سے رشتوں کی تلاش والے آتے ہیں یا مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہمارے بیٹے کے لئے انگلستان میں یا امریکہ میں یا کسی اور ترقی یافتہ ملک میں رشتہ ڈھونڈ دیں جب میں انہیں اچھا رشتہ بتاتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ہمارے بیٹے کو نیشنلٹی Nationality نہیں مل سکے گی کیونکہ آپ نے جس لڑکی کا ذکر کیا ہے وہ اگر چہ انگلستان میں رہتی ہے لیکن پاکستانی نیشنلٹی کی ہے یا فلاں نیشنلٹی کی ہے۔ہمیں تو وہ چاہئے جس کے ذریعہ ہمارے بیٹے کو وہاں کی نیشنلٹی مل سکے تو رشتے کا خیال دل میں پیدا ہوا ہے اور تلاش کرنے نکلے ہیں مگر دل کی گہرائی میں نیت میں فتور آچکا ہے اچھی لڑکی پیش نظر نہیں ہے، اچھے خاندان پیش نظر نہیں ہیں، نیک عادات پیش نظر نہیں ہیں، یہ خیال نہیں کہ اچھی نسلیں پیدا ہوں اور میاں بیوی کو گھروں کے سکون ملیں۔خیال یہ ہے کہ کسی طرح ہمارے لڑکے کو

باہر کی دنیا میں نیشنلٹی مل جائے اب ایسی شادیاں لازماً فتنوں پر منتج ہوتی ہیں اور بہت سے ایسے رشتے جوٹوٹتے ہیں وہ اسی وجہ سے ٹوٹتے ہیں۔ان باتوں کا یہاں تک بداثر ہے کہ انگلستان میں اگر کسی اچھی بچی کو پاکستان کے کسی اچھے لڑکے کا پیغام پہنچے تو وہ گھبرا کر انکار کرتی ہے کہ اس کی نیت کہیں نیشنلٹی لینے کی نہ ہو۔کئی دفعہ مجھے سمجھانا پڑتا ہے کہ دیکھو وہ لڑکا بڑا نیک اور سعید فطرت ہے اس کی نیت نیشنلٹی کی نہیں لیکن اگر اسے مل جائے تو بڑی اچھی بات ہے یہاں کی جماعت کو بھی تقویت ملے گی لیکن لڑکا فی ذاتہ اچھا نہ ہوتا تو میں تمہیں رشتے کے لئے نہ کہتا لیکن طبیعتیں بہت گھبراتی ہیں کیونکہ ایک لمبا تلخ تجربہ اس بات کا ہو چکا ہے۔چنانچہ ابھی کچھ عرصہ پہلے مجھے پاکستان سے ایک خط آیا کہ میرے بیٹے کے لئے امریکہ میں کوئی رشتہ ڈھونڈ دیں۔میں نے ان کو کہا کہ امریکہ میں تو نہیں مگر بعض اور جگہ بڑے اچھے رشتے ہیں وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔اس کا جواب آیا کہ جی! رشتے تو بتا دیں گے مگر نیشنلٹی کیسے ملے گی میں نے کہا کہ پھر نیشنلٹی آپ تلاش کریں۔میرا کام نہیں ہے کہ میں آپ کو نیشنیلٹیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کر دوں۔میں تو تقویٰ کی بناء پر اچھے رشتے تجویز کر سکتا ہوں جو میرے نزدیک ایسے ہوں کہ دونوں خاندانوں کے لئے دین اور دنیا میں برکتوں کا موجب بنیں۔نیشنلٹیاں ڈھونڈنی ہیں تو آپ ڈھونڈیں۔پھر اسی قسم کے بعض خطوط ملتے ہیں کہ فلاں لڑکی ہو جو کمانے والی ہو۔ہمارا بیٹا ڈاکٹر ہے لیڈی ڈاکٹر چاہئے اور لیڈی ڈاکٹر بھی ایسی جو ساتھ مل کر کمائی کرے۔بعض استانیاں ڈھونڈتے ہیں حالانکہ ان غریبوں کی ساری عمر اپنے غریب بہن بھائیوں کا پیٹ پالنے کے لئے ایک مصیبت اور مشقت کی زندگی میں صرف ہو رہی ہوتی ہے۔وہ بے چاریاں محنتیں کرتی ہیں، پڑھاتی ہیں، لیکن یہ ان کو تاکتے ہیں کہ وہ آئیں اور ہمارے گھر آ کر اپنی محنتوں کی کمائی ہمیں کھلائیں۔ایسے بدنیت لوگ کبھی دنیا میں چین نہیں پا سکتے۔جو ایسی شادیاں ہو چکی ہیں وہ اکثر گھروں کو جہنم بنا دیتی ہیں۔بعض بیچاری بیٹیوں کے مجھے خط آتے ہیں کہ ہمیں کمانے سے کوئی عار نہیں ہے لیکن ہمیں علم نہیں تھا کہ ہماری کمائی کی خاطر ہم سے شادی کی گئی ہے اور اب جب ہم کماتی ہیں تو دل چاہتا ہے کہ اپنے غریب بہن بھائیوں کو بھی کچھ کھلائیں اور حصہ رسدی دونوں کو فائدہ پہنچائیں مگر ہر وقت ساس کی طرف سے یا خاوند کی طرف سے یا نندوں کی طرف سے طعنے ملتے ہیں کہ یہ تو کما کما کر اپنے گھر بھیج رہی ہے۔اگر کمانے والی چیز چاہئے تھی تو کسی کمانے والے جانور سے شادی کر لیں۔انسانوں کی زندگیاں کیوں

برباد کرتے ہیں لیکن یہ نیتوں کے فتور ہیں جنہوں نے نہ صرف بعض خاندانوں کے لئے اس دنیا میں جہنم پیدا کی بلکہ آگے نسلیں تباہ کر دیتے ہیں۔ایسے تعلقات جو اس طرح بگڑے رہیں ان کے ہاں پاکیزہ نسلیں نہیں پیدا ہوسکتیں۔ جہاں خاوند اور بیوی کے درمیان ہر روز کی بک بک جھک جھک رہے،لڑائیاں ہورہی ہوں اور ایک دوسرے کو طعنے دیئے جارہے ہوں، جہاں ساسیں اور نندیں وغیرہ بھی اس لڑائی کی آگ میں پتے جھونک رہی ہوں وہاں اولاد کس طرح امن کی زندگی کا منہ دیکھ سکتی ہے۔وہاں کی اولاد کس طرح شر سے بچ سکتی ہے۔لازماً ان کی طبیعتوں پر بہت گہرے اثر مترتب ہوتے ہیں اور خواہ وہ ایک طرف کے ہوں یا دوسری طرف کے ہوں دین کی طرف کے بہر حال نہیں رہتے اور ایک نسل کی نسل کے لئے آئندہ جہنم کے سامان کئے جاتے ہیں۔ایسے لوگوں میں سے جن تک میری یہ آواز پہنچے ان کو چاہئے کہ وہ آئندہ مجھے لکھنے کی بھی جرأت نہ کریں کہ ہمیں فلاں نیت سے رشتہ ڈھونڈ دیں جہاں چاہیں جائیں،سر اٹھا کر پھریں میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے جماعت کے نظام کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔اپنی بدنیتوں کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں پھریں جہاں چاہیں جو چاہیں تلاش کریں لیکن اگر جماعت سے فائدہ اٹھانا ہے تو جماعت تقویٰ کی بناء پر آپ سے تعاون کرے گی اور تقویٰ کی حد تک آپ سے تعاون کرے گی اس سے زیادہ نہیں۔

نیتوں کے فتور کی بہت سی مثالیں ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ روزمرہ کی انسانی زندگی پر جس طرح رشتوں کے متعلق میں نے بعض مثالیں دی ہیں ان مثالوں کو چسپاں کر کے اس مضمون کو زیادہ کھولتا رہوں آئندہ ایک یا دو خطبات میں انشاءاللہ اسی موضوع پر آپ سے خطاب کروں گا۔

اب میں جلسے سے تعلق رکھنے والی بعض باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔جلسہ سالانہ یو۔کے ایک مرکزی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے مختلف ممالک سے بکثرت لوگ اس لئے یہاں حاضر ہوتے ہیں کہ یہ وہ جلسہ ہے جس میں خلیفہ وقت شریک ہوتا ہے اور اس پہلو سے اسے ایک مرکزیت مل گئی ہے۔باوجود اس کے کہ یہ جلسہ یو۔کے کا جلسہ کہلاتا ہے اور یو۔کے کی جماعت ہی زیادہ تر اس کا بوجھ اٹھاتی ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اس کی دوسری حیثیت نظر انداز نہیں ہوسکتی۔عارضی طور پر بھی جب میں کسی جگہ جاتا ہوں،امریکہ ہو یا کینیڈا یا جرمنی یا کوئی اور ملک تو وہاں اچانک جمعوں کی حاضری بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔عام اجلاسوں کی حاضری بڑھ

جاتی ہے دور دور سے احمدی اپنی محبت اور جوش اور ولولے کے ساتھ وہاں حاضر ہوتے ہیں لیکن ان سب جگہوں میں مجھے سب آنے والے صاف نیت دکھائی دیتے ہیں۔ان میں کوئی فتور نظر نہیں آتا کیونکہ جو شخص مصیبت اٹھا کر بہت سے خرچ کر کے بہت دور دور سے آتا ہے اور دنیا کا کوئی فائدہ اس کے پیش نظر نہیں ہوتا تو اس کی نیت پر حملہ کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں اور ایسے لوگ ہیں جو دین و دنیا میں ہر لحاظ سے خدا کی نظر میں مقبول ٹھہرتے ہیں اور اپنی نیتوں کا فیض پاتے ہیں لیکن یو کے (U.K) کے جلسے کے متعلق میں یہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں نے جو مشاہدہ کیا ہے اس کی رو سے کئی قسم کے لوگ یہاں آتے دیکھے ہیں جو کہتے تو یہ ہیں کہ ہم آپ کا منہ دیکھنے آئے ہیں یا جلسہ دیکھنے کے لئے آئے ہیں اور بڑے جوش اور شوق سے آئے ہیں لیکن جب بات کو مزید کریدا جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی اصل نیت کسی اور ملک میں ہجرت کی ہوتی ہے۔

جہاں تک پاکستان کے حالات کا تعلق ہے اس سلسلہ میں میں ہرگز کسی کو متہم نہیں کرتا وہاں اتنے دردناک حالات ہیں کہ اگر سارے پاکستانی احمدی بھی اپنے دین کی حمیت کی خاطر روزمرہ کی زندگی میں ظلم وستم سے بچنے کے لئے اور دین کے معاملے میں ہر روز طعن و تشنیع کا نشانہ بننے سے بچنے کی خاطر اگر ملک چھوڑ دیں تو ان پر کوئی حرف نہیں۔کسی پہلو سے بھی ان کو مطعون نہیں کیا جا سکتا لیکن نیتوں کو آپس میں ملا دینا یہ قول سدید کے خلاف ہے اور اگر قول سدید نہ رہے تو اصلاح نہیں ہوسکتی۔ اس لئے مجھے فکر لاحق ہوتی ہے وہ لوگ جو یہ نیت لے کر چلتے ہیں کہ ہم نے کہیں Asylum حاصل کرنا ہے ان کو اپنے آپ کو صاف صاف دیکھنا چاہئے۔وہ خود اپنی نظر سے اپنی نیت کی جڑ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں، اس پر مٹی ڈال دیتے ہیں اور اس دھوکے میں مجھے بھی مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم تو صرف آپ کا چہرہ دیکھنے کو ترسے ہوئے تھے اس لئے آگئے ہیں اور اس کے بعد جلد از جلد اس چہرے کی طرف پیٹھ کر کے کسی اور ملک کی طرف بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ان کا آنا اپنی جگہ درحقیقت درست ہے لیکن نیت صاف ہونی چاہئے بات سچی ہونی چاہئے اگر وہ یہ کہیں کہ ہم تنگ آگئے تھے ہمیں نکلنے کی کوئی راہ نہیں تھی۔اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے سوچا جہاں تک پیش چلے ہم پاکستان سے ہجرت کر کے کسی ایسے ملک میں پناہ لیں جہاں مذہبی آزادی ہو، جہاں امن کے سانس لے سکیں تو اس پر کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ساتھ وہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ساتھ ہی ہمیں یہ

بھی شوق پیدا ہوا کہ اس جلسے میں بھی شامل ہو جائیں گے یہ ایک سچائی کی بات ہے اس کے نتیجے میں ان کوئی نقصان نہیں ہے۔اس کے نتیجے میں میری ان سے محبت کم ہونے کی بجائے بڑھے گی لیکن جب بات الٹ کر کے پیش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم آپ کا منہ دیکھنے آئے۔ جلسے کے ترسے ہوئے آئے ہیں اور دل میں ان کی نیت ان کو بتا رہی ہوتی ہے خواہ وہ اس آواز کو سنیں یا نہ سنیں کہ نہیں تم دراصل کسی اور غرض سے آئے ہو تو اس طرح وہ اپنا ثواب بھی گنوا دیتے ہیں۔ایک ہی بات کو مختلف طریق سے بیان کرنے کے نتیجے میں بھی ثواب یا اس کی بجائے بعض دفعہ سزا مترتب ہو جاتی ہے۔

اصل تقویٰ ہے جو نیکی کی جڑ ہے اور تقویٰ کی بات کو ہمیشہ میٹھے پھل لگتے ہیں **تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ سے صاف گو رہے۔اپنے اندر کی روشنی سے اپنی نیتوں کے آخری کناروں تک نظر رکھتا ہو، اپنی نیتوں کی جڑوں کو پہچانتا ہو، یہی تقویٰ ہے اور اس کے نتیجے میں جب وہ سچ بولے گا، صاف بات کرے گا تو اس سے تعلق بڑھے گا نہ کہ کم ہوگا۔**اس کے برعکس بہت سے ایسے احمدی وہاں سے تشریف لاتے ہیں جن کی نیت خالص جلسے میں شرکت کی ہے یا ایک مدت سے خلیفہ وقت کو نہیں دیکھا ہوتا اور یہ تڑپ لے کر آتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نظر ڈال لیں۔ان کی کیفیت ہی اور ہوتی ہے، ان کے چہرے کی آن بان ہی مختلف ہوتی ہے، ان کی آنکھوں کے پیغام مختلف ہوتے ہیں۔بعض دفعہ انسان ایسے انسانوں سے اتنا متاثر ہوتا ہے کہ دل کے اندر ایک قیامت برپا ہو جاتی ہے ایسی کئی عورتیں ہر جلسے پر آتی ہیں جنہوں نے کبھی اپنے گاؤں سے کسی دوسرے شہر کا بھی سفر نہیں کیا ہوتا، نہ ان کو شوق ہوتا ہے۔ساری عمر کراچی نہیں دیکھا، لاہور نہیں دیکھا اور بڑے بڑے بعض شہر ہیں کبھی خیال ہی نہیں آیا بلکہ اپنے گاؤں کو چھوڑنے کو مصیبت سمجھتی ہیں لیکن پیسے جوڑ جوڑ کر دور دراز کے علاقوں سے وہ آتی ہیں۔بعض دفعہ وہ ایک سال نہیں کئی کئی سال تک پیسے جوڑتی رہتی ہیں تا کہ کسی طرح جلسے پر چلی جائیں اور خود بالمشافہ اپنے امام کو دیکھیں اور اس کی گفتگو سنیں اور جب ان سے پوچھتا ہوں کہ بی بی اب کیا خیال ہے؟ تو کہتی ہیں کہ جی !اب واپسی ، جو ہم نے کرنا تھا کر لیا، جو تمنا تھی وہ پوری ہوگئی ۔اب ہم واپس جا رہی ہیں۔ایک ایسی ہی خاتون آئیں جن کے چہرے سے نور برستا تھا اور وہ سچائی کا نور تھا۔غریب سادہ طبیعت کی خاتون اور دیکھ کر یوں جس طرح پھول کھل جاتا ہے اس طرح ان کی فطرت کھل اٹھی اور چہرے بُشرے سے وہ خوشی ظاہر ہو رہی تھی جو امیدیں پوری ہونے پر پیدا ہوتی

ہیں، ایسی خوشی پھوٹتی تھی اور مجھ سے انہوں نے کچھ دیر باتیں کیں میں نے کہا کہ کس طرح تشریف لائیں تو انہوں نے بتایا کہ اس طرح کہ گو حالات اچھے ہیں، گزارا چلتا ہے لیکن سفر کے لئے پیسے جوڑنے پڑے ہیں اور سارا سال میں اس طرح بچت کرتی رہی اور خدا کے فضل سے مجھے پھر توفیق ملی ہے اور اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اجازت ہو تو میں بیگم صاحبہ کو بھی ایک نظر دیکھ لوں۔ حالانکہ دل کے اپریشن کی وجہ سے ڈاکٹر نے منع کیا ہوا ہے کہ زیادہ ملاقاتیں نہیں کروائیں سوائے اس کے کہ گھر والے یا بہت بے تکلف دوست ہوں جن سے طبیعت پر بوجھ نہ پڑے لیکن ان کے لئے میرے دل میں اتنا احترام تھا کہ الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا۔ میں خود ان کو ساتھ لے کر اوپر گیا اور اوپر جا کر ان کا تعارف کروایا تو تقویٰ اپنے الگ رنگ رکھتا ہے۔ اس کے اندر ایک ایسی قوت ہے کہ جو دلوں کو مغلوب کر لیتی ہے اس میں خدا کی سچائی بول رہی ہوتی ہے۔ پس تقویٰ وہی ہے جو انسانی زندگی میں ایک انقلاب برپا کردے اور اس کا آغاز نیتوں سے ہوتا ہے نیت صاف ہوگی تو جو پودا بھی اس سے نکلے گا صحت مند نکلے گا۔ جتنا وہ نشو ونما پائے گا اتنا خدا کے قریب تر ہوتا چلا جائے گا اس کی شاخیں زمین کی طرف بدنیت سے نہیں جھکا کرتیں بلکہ آسمان کی طرف اٹھتی ہیں اور جب الٰہی پھلوں سے لد جاتی ہیں تب زمین کے فائدے کے لئے اس کی طرف جھکتی ہیں۔ جو بدنیتوں کے پودے ہیں ان کی شاخیں بھی بعض دفعہ زمین کی طرف جھکتی ہیں مگر پھل دینے کے لئے نہیں بلکہ زمین کا رس چوسنے کے لئے اور وہ بار بار جھکتی ہیں اور بار بار نئی جڑیں پیدا کرتی ہیں۔

پس نیتوں کا معاملہ ایک بہت ہی گہرا معاملہ ہے۔ اس زندگی سے ہی اس کا تعلق نہیں آئندہ زندگی سے بھی تعلق ہے۔ آج کی نسلوں کی زندگی سے ہی نہیں کثیر تعداد میں آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں کے ساتھ بھی آپ کے تقویٰ کا تعلق ہے، آپ کی نیتوں کا تعلق ہے پس اپنی نیتوں کو جس حد تک بھی سیدھا کریں اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کے حالات درست ہوتے چلے جائیں گے اور آپ کی اصلاح کے امکانات پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ قول سدید کے بغیر اصلاح ممکن نہیں ہے اور قول سدید جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا اس چیز کا نام ہے کہ انسان اپنے دل کے حالات سے واقف ہو کر وہی بات کرے جو واقعۃً دل میں ہے اس سے زائد بات نہ کرے اور سچی بات کرے خواہ اس کا نقصان پہنچتا ہو۔ بل دے کر اور فریب کے ساتھ بات نہ کرے۔ ایسی عورتیں

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دیکھیں کہ جو بڑی غربت میں اس طرح جلسے کے شوق میں آئیں کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین اور دنیا دونوں سنوار دے گا ان کی نسلوں پر رحمتیں نازل فرمائے گا۔ ایسے مرد بھی دیکھے جو غریب محنت کش ہیں، جن کے متعلق خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو ضرور کہیں باہر نکلنے کے لئے آئے ہوں گے لیکن جب ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جی بس! ہماری نیت پوری ہوگئی۔ ہمیں کہاں یہاں آنے کی توفیق ملتی تھی، حسرتیں پال رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اچانک یہ انتظام فرما دیا اور ہم خدا کے فضل کے ساتھ اب دیکھ چکے۔ اب واپس اپنے اپنے کاموں پر جائیں گے۔ دل بے اختیار ان کی محبت میں اچھلنے لگتا ہے۔ نظر ان پر دعا بن کے نچھاور ہوتی ہے اور حیرت سے آدمی دیکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسے کیسے متقی اور پاکباز لوگ پیدا کر دیئے ہیں ،جن کی دنیا میں اور کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی۔

اور اس کے برعکس بعض اچھے بھلے کھاتے پیتے گھروں کی عورتیں ہیں جو کپڑوں کی گٹھریاں اٹھا کے لے کر آتی ہیں اور نام جلسے کا اور نیت کپڑے بیچنے کی وہ انگلستان کی بے چاری عورتوں کی مہمان ٹھہرتی ہیں جو کہ بڑے اخلاص کے ساتھ ان کی آؤ بھگت کرتی ہیں۔ جلسے کے چند ایام میں ٹھہرنا تو ہر ایک کا حق ہے اور یہاں کی جماعت اس کو سعادت سمجھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نہایت ہی انکسار اور ایثار کے ساتھ یہ حقوق ادا کر رہی ہے اور بشاشت کے ساتھ یہ حقوق ادا کر رہی ہے مگر آپ اندازہ کریں کہ جب جلسہ پر آنے والے کچھ مہمان آ کر اپنی گٹھریاں کھولتے ہیں تو ان سے بے شمار پاکستانی کپڑے نکلتے ہیں جو بیچنے کی نیت کے ساتھ آئی ہوتی ہیں۔ مجھے جب کچھ عرصہ پہلے یہ علم ہوا کہ ہمارے لجنہ کے جو مختلف فنکشنز (Functions) ہیں، لجنہ کی مختلف تقاریب ہیں ان میں بھی کپڑوں کی دکانیں لگ گئی ہیں تو مجھے اس کی بہت تکلیف ہوئی میں نے کہا کہ یہ کیا قصہ ہے تو انہوں نے کہا جی! ہم کیا کریں۔ پاکستان سے فلاں فلاں خواتین نے یہ کپڑے بھیجے ہیں کہ ہمارے کپڑے بکوا دو اور ان کے ساتھ ہماری بعض خواتین کے منہ ملاحظے ہیں چنانچہ وہ بے چاریاں دکانیں لگا کر بیٹھ جاتی ہیں۔ پھر جب مزید اس بات کو کریدا تو پتہ لگا کہ جلسہ سالانہ پر بھی یہی قصہ چل رہا تھا۔ اور کئی سال سے یہ ہو رہا ہے اور بہت سی خواتین جو پاکستان سے آتی ہیں وہ جلسہ سننے کی بجائے میری تقریر کے دوران بھی کپڑے بیچ رہی ہوتی ہیں اور دوسرے سننے والوں کا بھی جلسہ خراب کرتی ہیں۔

بہت سی خواتین ہیں جو اس وقت کہ رش کم ہوتا ہے وقت نکال کر وہاں جا کر سودے کر رہی ہوتی ہیں۔ میں نے پھر مزید اس بات کی چھان بین کی تو پتہ لگا کہ بے انتہاء منافع بازی ہوتی ہے اتنی کہ ہوش اڑانے والی۔ اب یہ یہاں کی خواتین پر بڑا ظلم ہے، لجنہ یوکے (U.K) پر اور انفرادی طور پر لجنہ کی ممبرات پر بھی بے حد ظلم ہے کہ وہ بیچاریاں تو دین خدا کی خاطر قربانیاں کریں اور اپنے بھی کام کریں بچوں کے بھی کام کریں، کھانے پکائیں، برتن دھوئیں اور چھوٹے چھوٹے گھروں میں اس خاطر آپ کی مہمان نوازیاں کریں کہ آپ خدا کے مہمان ہیں اور کچھ دنوں کے بعد پتہ لگے کہ خدا کے مہمان نہیں تھے۔ یہ تو اپنے پیٹ کے مہمان ہیں اور گٹھریاں اٹھائے پھرنے والی تاجرات ہیں اور جب میں نے مزید تحقیق کی تو پتہ چلا کہ اچھے بھلے کھاتے پیتے گھروں سے ان کا تعلق ہے۔ بہت امیر گھروں سے کہ جن کو ہرگز اس قسم کی مصیبت کی ضرورت ہی کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ ابھی حال ہی میں ایک واقعہ ہوا ہے جس سے مجھے بڑی سخت تکلیف پہنچی ہے اور اسی وجہ سے اب میں لجنہ اماء اللہ انگلستان کے لئے خصوصیت کے ساتھ ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں۔

ایک خاتوں ہیں جو دل کی مریضہ ہیں، ان کے میاں مریض ہیں ان کے پاکستان کے کسی خاندان سے تعلقات تھے، ان تعلقات کے خاطر وہ اپنے گھر میں ان کی اولاد کو بھی رکھتے ہیں لیکن مجھے کسی نے بتایا کہ چونکہ میں نے لجنہ کو منع کر دیا کہ نہ جلسہ پر کوئی کپڑا بکے گا، نہ تمہاری تقریبات پر کوئی کپڑا بکے گا جو چاہے آپ پر دباؤ ڈالے آپ نے ہرگز کسی کی بات نہیں ماننی اور صاف کہہ دیں کہ ہمیں حکم ہے کہ ہم نے یہ کام نہیں ہونے دینا اور اگر آپ کو ڈر ہے کہ ان کو تکلیف پہنچے گی تو آپ ان کو خط لکھیں۔ جن جن سے تلخ تجربات ہو چکے ہیں ان سب کو خطوط کے ذریعے پہلے متنبہ کریں کہ خدا کے لئے اس دفعہ کپڑے لے کر نہ آنا کیونکہ ہم اجازت نہیں دیں گے۔ اس کے باوجود وہی لوگ لائے جو پہلے بھی لاتے تھے اور جس گھر میں ٹھہرے ہیں اس گھر کے متعلق جس ذریعے سے بھی ہو سکا اشتہار دے دیا کہ آئندہ کپڑے خریدنے ہوں تو اس گھر میں تشریف لائیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بے چاری کمزور عورت دل کی مریضہ اور کئی قسم کے امراض میں مبتلا، ایک نہایت خطرناک آپریشن سے اعجازی طور پر شفا پانے والی مگر ابھی کمزوری باقی ہے ان کے دروازے کھٹکنے شروع ہوئے۔ کنڈی کھٹکتی تھی تو اٹھ کر پوچھتی تھیں کہ جی کیا بات ہے؟ اس پر پتا چلا کہ جی آپ کے ہاں فلاں خاتون ٹھہری ہوئی ہیں،

وہ سنا ہے کپڑے بہت اچھے لے کر آئی ہیں تو میں کپڑے خریدنے آئی ہوں۔اب اس بے چاری مخلص عورت کو اپنی تجارت کا نوکر بنا دینا یہ کہاں کی شرافت ہے۔اس لئے سارے یوکے (U.K) کی لجنہ کے لئے اور باقی جگہ جہاں بھی دین کی خاطر جلسے ہوتے ہیں میں اعلان کرتا ہوں کہ ان جلسوں پر اگر کوئی اس قسم کی تجارتی مال لے کر دین کے نام پر سفر کرے اور دنیا کمانے کی نیت ہو جو اس طرح کھل کر ظاہر ہو جائے تو ان کے ساتھ ہرگز کوئی تعاون نہیں کرنا۔کوئی احمدی عورت ایسی عورتوں سے کپڑے نہ خریدے۔تجارت ہر ایک کا حق ہے ضرورت ہو یا نہ ہو کسی کو یہ کہنا ہمارا کام نہیں ہے کہ تم بہت امیر ہو، خدا نے تمہیں اتنا کچھ دیا ہے خدا کے واسطے ان چھوٹی چھوٹی حرکتوں سے باز آؤ۔ہم نہیں کسی کو کہہ سکتے مگر جہاں دین کو Exploit کیا جائے گا دین کے نام پر بعض لوگوں کی شرافت کا استحصال کیا جائے گا تو وہاں ہمارا فرض ہے کہ ان کوششوں کو ہم رد کر دیں اور نامراد کر دیں اس لئے تمام وہ جماعتیں جہاں میں جاتا ہوں جہاں جلسے ہوتے ہیں وہاں اگر اس قسم کے تاجر پہنچیں خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں تو ان کی ان کوششوں کو ناکام کریں، ان کو کہہ دیں کہ ہم نے ہرگز تم سے تعاون نہیں کرنا اور یہی ان کے ساتھ نیکی کرنا ہے تاکہ اگر وہ اگلی دفعہ آئیں تو صاف نیت سے آئیں اور اس کا ثواب تو حاصل کریں۔

پھر ایک لمبے عرصے تک انگلستان کی جماعت پر بوجھ بن جانا جبکہ نہ کوئی رشتے داریاں ہوں ، نہ کوئی لین دین کے پرانے خاندانی تعلقات ہوں یہ بھی ظلم کی بات ہے۔وہاں سے جس نیت کے ساتھ آتے ہیں وہ نیت پوری ہوئی اب اپنے گھروں کو جائیں اور اگر سیر و تفریح کرنی ہے تو پھر اپنے خرچ پر ٹھہریں۔اگر توفیق نہیں ہے تو واپس چلے جائیں۔رشتے داریاں ہیں تو ٹھیک ہے رشتے داروں کے ساتھ جیسے جیسے ملاحظے ہوا کرتے ہیں فریقین آپس میں ایک دوسرے کے معاملات کو سمجھتے ہیں ان میں جماعت کو کسی قسم کے دخل کی ضرورت نہیں ہے۔کوئی شوق سے اپنے کام آئے، اپنے ذاتی اغراض کی خاطر اپنے کسی بے تکلف رشتے دار کے گھر ٹھہر جائے لیکن نظر رکھے کہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچ رہی ہو۔کہیں حیاء کی وجہ سے وہ اپنی تکلیف کا اظہار نہ کر رہا ہو۔یہ وہ چیز ہے جو میرے موضوع گفتگو سے مستثنیٰ ہے لیکن جماعتی تعلقات ہوں، ۔کوئی خاندانی رشتے نہ ہوں تو وہاں کسی حیاء دار کے گھر آ کر ٹھہر جانا جس کو یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہو کہ میاں اتنی دیر ہو گئی ہے اب آپ واپسی کا سامان کریں۔وہ

شرم کے مارے یہ بھی نہ کہہ سکے کہ فونوں کے بل ہی بہت بڑھ گئے ہیں اگر فون کرنا ہے تو خدا کے واسطے باہر جا کر کریں۔ وہ حیاء دار لوگ جو خدمت دین کی خاطر اتنی قربانی کرتے ہیں ان پر ایک اور مصیبت اور ایک اور بوجھ بن جاتا ہے۔پس جو آنے والے ہیں ان کو حیاء چاہئے لیکن جو ٹھہرانے والے ہیں وہ کم سے کم اس بات کے مجاز ہیں بلکہ میں ان سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ یہ بات میری طرف منسوب کر کے کہیں گے کہ اگر آپ نے تجارتیں کرنی ہیں تو ہمارا گھر آپ کے لئے بند ہے اپنا سامان اٹھائیں، ہوٹلوں میں جائیں آپ کو کون تجارتوں سے روکتا ہے مگر تجارتوں کے جو طریقے ہیں ان کو اپنائیں۔فرضی تجارتی خرچ ڈال ڈال کر قیمتیں تو بڑھا لیتے ہیں کہ پاکستان سے کپڑا آئے تو اتنا اس پر کرایہ لگے گا۔ اتنا آنے والے کا کرایہ ہوگا اتنا اس پر ٹیکس لگنا چاہئے جن میں سے کچھ بھی نہیں لگا ہوا ہوتا ،آنے والے بعض دفعہ جلسے کے دوسرے مہمانوں پر بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ایک گٹھڑی اس کو پکڑا دی اور ایک گٹھڑی اس کو پکڑا دی اور رستے ایسے ایسے ڈھونڈتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔میں کینیڈا گیا تو وہاں جلسہ کے بعد میں تو فارغ ہو گیا لیکن میری بیگم نے چونکہ دل کا علاج کروانا تھا یہ امریکہ چلی گئیں اور امریکہ میں قیام کے دوران ان کو ایک ہومیوپیتھی دوائی کی سخت ضرورت پڑی اور میں سمجھا کہ یہ ایلوپیتھی علاج کے بس کی بات نہیں،اس لئے یہ دوا ضرور ملنی چاہئے تو میں نے ان کو بتایا کہ میری کچھ دوائیں کینیڈا میں پڑی ہوئی ہیں وہاں سے منگوالیں۔ایک عزیز آنے والے تھے ان کے سپرد انہوں نے یہ کام کر دیا۔اس وقت مجھے پتہ لگا کہ یہ کپڑے بیچنے والے کیسے کیسے رستے اختیار کرتے ہیں۔اس بے چارے کی کار میں ایک گٹھڑی کپڑوں کی ڈال دی گئی اور دوا پہنچ نہیں رہی تھی، دیر ہو رہی تھی میں نے فون کر کے پتہ کیا کہ یہ کیا ہو گیا ہے تو پتہ چلا کہ کسی نے کپڑے بھیجے تھے وہ اس بیچارے کی کار میں ڈال دیئے گئے اور اب کسٹم والے اس کو نہیں چھوڑ رہے تھے کیونکہ اس بے چارے نے لاعلمی کا اظہار کیا کہ میرے پاس کوئی تجارتی چیز نہیں۔اس نے تو جھوٹ نہیں بولا لیکن واقعۃً وہ جھوٹ تھا۔انہوں نے کہا کہ یہ تجارتی چیز نہیں تو یہ ایک ہی طرز کے نئے سلے ہوئے خاص قسم کے اتنے کپڑے کیوں لے کر جا رہے ہو۔اس نے کہا یہ تو مجھے کسی نے سپرد کئے تھے چنانچہ چند گھنٹے اس کو قید میں رکھا اور اور باتوں کی تحقیق ہوئی تو شک پڑ گیا اور ہومیوپیتھی کی دواؤں کو پتہ نہیں انہوں نے کس کس طرح آزمایا کہ اس میں کوئی Drug تو شامل نہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس حد تک اثر باقی رہایا

نہیں مگر ہم یہاں پریشان کہ وہ دوا پہنچ نہیں رہی۔ آخر ساری رات سفر کر کے بمشکل دوسرے دن وہ پہنچا، پھر وہ نیند سے مغلوب ہو گیا تو پھر کہیں رات کو جا کر وہ دوا ملی۔ اب ایک شخص کی نیت کہیں سے چلی تھی۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ نیتیں کس طرح اپنے بداثرات پھیلاتی رہتی ہیں۔ وہ نیت یہ تھی کہ براہ راست کپڑا امریکہ نہیں جاسکتا تو جو لوگ کینیڈا جا رہے ہیں ان کے ذریعہ ہم تجارتی کپڑے بھیج دیں اور اس نیت نے آگے یہ فتور پیدا کر دیا ہے کہ کسی اور نیت سے بے چارا ایک نوجوان اخلاص کے ساتھ اس خاطر چلا ہے کہ کوئی مریض ہے اس کو جلد دوا پہنچے لیکن اس کا سارا سفر برباد کر دیا گیا اور یہ اس بدنیتی کا پھل تھا۔

جہاں تک تجارتوں کا تعلق ہے میں تو خود احمدیوں کو کہتا ہوں کہ تجارتیں کریں لیکن ایک نصیحت کرتا ہوں کہ جو خاوند اچھے بھلے کھاتے پیتے اور امیر ہوں وہ اپنی بیویوں کو اگر تجارتوں میں ڈالیں گے تو اس کا نقصان پہنچے گا۔ ان کی مرضی ہے جو چاہیں فیصلے کریں لیکن ایسی بیویوں کو جن کو تجارتوں کی چھٹیاں دے دی گئی ہوں ان کو اور بھی بہت سی ایسی عادتیں پڑ جاتی ہیں جس کے نتیجے میں گھر کی طرف پوری توجہ نہیں رہتی، اولاد کی طرف پوری توجہ نہیں رہتی۔ کچھ نقصانات فوری نظر آتے ہیں کچھ دیر کے بعد نظر آتے ہیں، کچھ دکھائی نہیں دیتے لیکن اگلی نسلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ میں تو ایک پاک نصیحت کر سکتا ہوں کہ آپ لوگوں کا حق ہے۔ دونوں نے تجارتیں کرنی ہیں تو بے شک کریں لیکن جن کو خدا نے کھلی توفیق دی ہو ان کو اپنی بیویوں کو اس بات پر شہ نہیں دینی چاہئے یا ان کی عادت سے آنکھیں نہیں بند کرنی چاہئیں یا بعض اوقات اگر روکنا ضروری ہو تو روک دینا چاہئے کہ وہ بے وجہ زائد روپے کی حرص میں ایسے کام کرتی پھریں جس سے گھر کا امن برباد ہوتا ہو لیکن یہ تو ایک نفلی مشورہ ہے۔

دوسرا مشورہ جو ہے وہ زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جماعت کو اس میں ملوث نہ کریں۔ اس قسم کے نفلی کام یعنی آپ کے نفل ہیں خدا کے ہاں تو وہ نفل نہیں ہیں لیکن آپ نے نفلی روپیہ کمانا ہے، حرص پوری ہی نہیں ہو رہی تو نہ ہو بے شک لیکن پھر تجارت کے اصولوں پر کام۔ کریں کپڑا ایکسپورٹ Export کرنے کے جو باقاعدہ طریقے ہوتے ہیں وہ اختیار کریں۔ دکانوں تک سامان پہنچائیں، ان سے آرڈرز لیں، ان دکانوں سے کوئی احمدی خریدتا ہے تو شوق سے خریدے لیکن یہ کوئی حق نہیں ہے کہ جماعت سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی حرصیں پوری کرتے پھریں۔ اس لئے

میں جماعت کو متنبہ کرتا ہوں اس قسم کی عادتوں کو روکنے میں مدد کریں اور محبت اور پیار اور ادب سے بے شک کہیں لیکن سچی بات کہنے سے شرم نہیں کرنی چاہئے۔ان کو کہنا چاہئے کہ دیکھو تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے تم ایسی حرکتیں نہ کرو۔تجارت کرنی ہے تو تاجروں کے پاس جاؤ بڑے بڑے سٹوروں کے پاس جاؤ اوران سے سودے کرو۔گورنمنٹ کے بل دواوراس کے بعد جو منافع ہے وہ خیر و برکت سے کماؤ۔اس میں سے پھر تمہیں چندوں کی بھی توفیق ملے گی لیکن ایسے کمانے والوں کی تو چندوں کی توفیق بھی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

بہر حال مجھے تو جماعت یو کے(U.K) کی اس بزرگ خاتون کی کہانی سن کر اتنی تکلیف ہوئی کہ دل اس وقت سے بے چین ہے۔اتنا ظلم ہے کہ ایک بزرگ خاتون جو اس قدر محبت اور ایثار سے خدمت کرتی ہے اور کوئی حیا نہیں ہے اور ان کے لئے ایک عذاب بن گئے ہیں ان کو تو ڈاکٹر نے کہا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو وہ آرام سے رہیں کوئی بوجھ نہ پڑے کوئی تکلیف نہ ہو لیکن بار بار دروازے کھٹک رہے ہیں اور وہ اٹھ کر پوچھتی ہیں کہ کیا بات ہے؟ پتہ نہیں کیا پیغام آیا ہے؟ تو پتہ چلتا ہے کہ جی آپ کے ہاں ایک کپڑے بیچنے والی خاتون رہتی ہیں۔تو میری نصیحت یہی ہے کہ آپ نے آئندہ اگر تجارتیں کرنی ہوں تو تجارت کے اصولوں پر کریں اور اس طرح ملا جلا کر اپنے اور خاندانوں کی بدنامیوں کا موجب نہ بنیں اور اپنی اولاد کے لئے گندے بیج نہ بوئیں کیونکہ اس سے آپ لوگ آئندہ بہت نقصان اٹھائیں گے۔آپ کو دل کا سکون نہیں ملے گا۔میں جانتا ہوں کہ وہ تو ابھی بھی کم ہوتا جا رہا ہے لیکن یہ سکون اور بھاگے گا۔اس قسم کی دولتیں کبھی بھی دل کا سکون نہیں بخشا کرتیں۔

دل کا سکون تقویٰ سے ملتا ہے۔اپنی نیتوں کو پاک صاف کریں کبھی صاف نیت لے کر جلسہ پر آنے کی کوشش تو کریں پھر دیکھیں خدا کیسے کیسے فضل نازل فرماتا ہے۔اس نیت سے آئیں اور اخلاق کا مظاہرہ کریں۔نیک نیتیں لے کر آئیں اور نیک اثر پیچھے چھوڑ کر جائیں اور نیک دعائیں لیں جو ساری عمر آپ کی زندگی کا خزانہ بنی رہیں گی۔پس میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ ان قباحتوں سے احتراز کیا جائے گا اور جماعت نے چونکہ اب میری بات سن لی ہے اس لئے اس بات پر نگران ہو جائے گی۔ان سے ویسے جتنے چاہیں تعلقات رکھیں ان لوگوں کا جو ادب کرنا ہے کریں لیکن ان کاموں میں اب ان سے تعاون نہیں کرنا کیونکہ یہ ان کے لئے بھی مضر ہے اور ان کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔

جہاں تک دوسرے معاملات میں نیتوں کے فتور اور ان کے بداثرات کا تعلق ہے ان کے متعلق چونکہ مضمون بدلنا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج کے خطبہ کی بجائے آئندہ خطبہ یا پھر اس کے بعد آئندہ کسی خطبہ میں میں اس کا ذکر کروں گا میرا خیال یہی ہے کہ جس طرح آج ایک موضوع کو لیا ہے اور اس کے بعض حصوں پر یہ امر چسپاں کر کے آپ کو دکھایا ہے کہ کس طرح نیت کا فتور معاشرے کو گندا کر دیتا ہے اور مصیبتیں دنیا پر ڈال دیتا ہے اسی طرح زندگی کے ہر شعبے کا نیتوں کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

پس دو ہی چیزیں ہیں۔ایک وہ جڑ جو تقویٰ پر مبنی ہوتی ہے وہ بھی نیت سے اٹھتی ہے اور ایک وہ شجرۂ خبیثہ جس کی جڑ برائی میں پیوستہ ہوتی ہے اگر چہ وہ اکھڑی پھرتی ہے اور اڑتی پھرتی ہے اور کئی قسم کے نئے نئے پودے اس کی جگہ آ لگتے ہیں اور وہ بھی اکھڑ جاتے ہیں لیکن اس مضمون کو اس پہلو سے دیکھنا ضروری ہے کہ جڑ بہر حال فساد کے اندر ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں گندے پودے گندے پھل لے کر آتے ہیں ان سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

آخر پر میں یہ ایک اصولی نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس مضمون کا استغفار سے بہت گہرا تعلق ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استغفار کے مضمون پر بہت ہی عظیم الشان مضامین بیان فرمائے ہیں اور بہت ہی گہری نظر سے استغفار کے ہر پہلو کا تجزیہ فرمایا ہے۔استغفار کا مطلب ہے مٹی سے ڈھانپنا غـــفـــر کا مطلب ہوتا ہے ڈھانپ دیا۔خدا تعالیٰ مغفرت فرماتا ہے اور انسان مغفرت طلب کرتا ہے استغفار کا معنی ہے: کوشش کرنا کہ میں ڈھانپا جاؤں ۔ننگا وجود ہو تو اس کو کپڑے سے ڈھانپا یہ استغفار ہے جڑ ننگی ہو رہی ہو تو اس کو مٹی سے ڈھانپنا یہ استغفار ہے۔

جس مضمون سے میں نے آج کے خطبہ کا آغاز کیا تھا اس پر واپس آتے ہوئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ استغفار دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک وہ استغفار ہے جو جڑوں کو ڈھانپنے والا ہے لیکن ایک استغفار ہے جو جڑوں کو چھپانے والا ہے۔میں نے دو لفظ ڈھانپنا اور چھپانا عمداً استعمال کئے ہیں چھپانے سے مراد یہ ہے کہ بد جڑیں ہیں، گندی جڑیں ہیں اور آپ ان کو چھپاتے ہیں۔یہ استغفار کے منفی معنی ہیں۔اور ایک استغفار ڈھانپنے والا ہے جو شخص متقی ہو وہ بسا اوقات اپنی نیک نیتوں کو ڈھانپتا ہے اور دنیا کی نظر سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہیں تو یہ دونوں قسم کے استغفار لیکن ان کے نتائج میں

زمین وآسمان کا فرق ہے۔

پس وہ لوگ جو اپنی بدیوں کو اور بدنیتوں کو چھپاتے ہیں وہ عادتاً انہیں اپنے آپ سے بھی چھپانے لگ جاتے ہیں۔ان کو سمجھانے کی خاطر میں یہ مثال ان کے سامنے رکھتا ہوں کہ بعض دفعہ اگر جڑوں کی بیماریاں ہوں تو سارے درخت کی جڑیں تو یکدم ننگی نہیں کی جاتیں مگر اچھا سمجھدار زمیندار کھود کر پہلے ایک ایک جڑ ننگی کرتا ہے،اس کا علاج کرتا ہے اوراس کے بعد اس کو ڈھانپتا ہے یعنی چھپانے کی بجائے خود کھودتا ہے اور اپنے درخت کی جڑوں کے حالات سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ان کی بیماریوں کو پہچانتا ہے اور پھر گندی مٹی کو اس سے ہٹا دیتا ہے اور پھر پاک مٹی سے اس جڑ کو ڈھانپ دیتا ہے، پھر دوسری جڑ کی باری آتی ہے پھر تیسری جڑ کی باری آتی ہے۔وہ لوگ جو باغوں کے ماہر ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس عمل کے نتیجے میں بسا اوقات نہایت خطرناک بیماریوں میں مبتلا پودا بھی صحت مند ہو جاتا ہے۔تو ایک دفعہ ننگا کرنا ضروری ہے اس کے بعد پھر حقیقی استغفار نصیب ہوگا اور نیتوں کی جڑوں کا علاج توبہ سے ہوتا ہے،توبہ اور استغفار، پہلے توبہ ہے اور پھر استغفار ہے توبہ کے بغیر استغفار کی کوئی حقیقت نہیں۔تو جس مضمون کو توبہ کہا جاتا ہے اس کا نقشہ یہ ہے کہ آپ اپنی جڑوں کو باری باری ایک ایک کر کے ننگا کریں۔لوگوں کے سامنے نہیں بلکہ اپنے سامنے آپ کے اندر اپنے حالات کے متعلق جو روشنی پیدا ہوگی وہی روشنی ہے جو بعد میں نور بن جایا کرتی ہے اور یہ روشنی ضروری ہے اس کے بغیر نور نہیں بن سکتا۔ہم جنس چیز سے اسی جنس کی چیز بنتی ہے خواہ ان کے اخلاق میں زمین وآسمان کا فرق ہو۔نور کے لئے ایک نور کی ضرورت ہے اور اندر کی روشنی وہ پہلا نور ہے جو سچائی کے ساتھ آپ کو اپنے حالات سے آگاہ کرے۔ہر سفر اختیار کرنے سے پہلے، ہر حرکت سے پہلے، ہر قدم اٹھانے سے پہلے عادت ڈالیں کہ اپنی نیت کا جائزہ لے لیں اس کو اچھی طرح کھنگال کر دیکھیں۔معلوم کر لیں کہ اصل کیا ہے اس کے بعد نہ آپ اپنے نفس کو دھوکا دے سکتے ہیں نہ کسی اور کو دھوکا دینے کے لئے رجحان پیدا ہوگا کیونکہ یہ ایک ایسی کوشش ہے جس کے نتیجے میں سچائی سے پہلے سے زیادہ وابستگی ہو جاتی ہے۔جو شخص اپنے دل کے چھپے ہوئے حالات کو اپنے اوپر کھولتا ہے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی بدیوں کو دیکھ لیتا ہے اس کے اندر تقویٰ کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔اس کے اندر ایک ایسی روشنی پیدا ہو جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کے دل کی روشنی

کو الٰہی نور میں تبدیل کر دیتی ہے ۔پس اس طرح اپنی نیتوں کو ٹٹولنا شروع کریں اور جہاں بدی دیکھیں وہاں ٹھہر کر اس کے علاج کے متعلق غور کریں تو بہ سے کام لیں اور تو بہ اکیلی کافی نہیں ہوا کرتی جب تک کہ دوبارہ اس جڑ کو ڈھانپا نہ جائے اور اس دفعہ کا جو ڈھانپنا ہے اس کا نام استغفار ہے۔اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔اس سے کہیں کہ میری جڑ تو ننگی ہوگئی،اس کے حال سے میں خوب مطلع ہو گیا اب دوبارہ میں اسے ڈھانپتا ہوں لیکن اسے زندگی بخشنا اور صحت بخشنا اب تیرا کام ہے اس لئے تو اپنے فضل کی مٹی سے اسے ڈھانپ دے تا کہ یہ صحت مند نشوونما پاسکے۔اس طرح اگر آپ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنے حالات اور اپنی نیتوں کی اصل اور کنہہ سے واقف ہونے کی کوشش شروع کر دیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ روزانہ آپ ایک نیا سفر کریں گے۔روزانہ اپنے نفس کا ایک نیا مشاہدہ آپ کو نصیب ہوگا اور یہ ایک لامتناہی سفر ہے کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا انبیاء کو چھوڑ کر کیونکہ انبیاء کے استغفار کا مضمون بالکل الگ ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بڑی شان کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور وہ ایک ایسا اچھوتا مضمون ہے کہ جس کو تقویٰ کی روشنی کے بغیر کوئی شخص بیان کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھ سکتا۔تو انبیاء کا حال چھوڑ کر کوئی نیک میری نظر میں ایسا نہیں جو یہ سفر مکمل کر سکے کیونکہ جتنا وہ کھوج لگائے گا جتنا اپنے اندر ڈوبے گا اسے ضرور کچھ نہ کچھ ایسا گند دکھائی دے گا جسے صاف کرنا ضروری ہے، کچھ نہ کچھ جڑیں ضرور بیماریوں میں مبتلا نظر آئیں گی جن کی صفائی ضروری ہے اور دوبارہ پھر استغفار سے ان کا ڈھانپنا ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین